تطہیر فکر اور کردار سازی اسلامی تعلیمات کی روشنی میں

Purification of thought and development of character (In the light of Islamic teachings)

Dr. Nuzhat mufti
Department of Islamiyat Shaheed Benazir
Bhutto Women University Peshawar
Email: nuzhatmufti@hotmail.com

Dr. Khadija Aziz
Assessment professor Department of Islamiyat
Shaheed Benazir Bhutto Women University Peshawar

ISSN (P):2708-6577
ISSN (E):2709-6157

Abstract
The main objective of the Holy Qur'an is to facilitate and assure man's well-being in this life and his interest in the next. Ashraf al-Makhluqat is a title given to a person. However, a human person is comprised of eight separate individuals and can assume a variety of forms. Allah Ta'ala made man aware that he can choose between good and evil through the use of his intellect and conscience. In what respects does this pass the free will and agency test? Standardizing the teaching of generations on secular and religious subjects is crucial to paving the way to redemption and prosperity. He is contemplating his heritage (religion). Change is impossible unless accompanied by something. The Muslim Ummah must be informed immediately of this action plan so that the Prophet's Companions, may God bless them and grant them peace, can grow into a formidable organization as a result of the Prophet's (ﷺ) revolutionary revolution.
Today, the same structure and training are still required. The evolution of personality, biography, and character is an exciting subject of psychology. Strength of faith, excellent deeds, essential principles of well-being, detachment from language and futility, environment, purity in employing personality-building attributes, and acquired style with moderation. Thinking, Mindfulness is necessary to possess all of these skills Utilizing modern technological innovation.
Key words: *Purification of thought, Holy Qur'an, Muslim Ummah, revolutionary revolution.*

انسان اور اُس کی فضلیت و عظمت کے بارے میں قرآن مجید کا بیان زیادہ اور مدلل ہے جس سے انسان کی ذمہ داریاں اجاگر ہوتی ہیں کیونکہ وہ خلافت اور نیابت الٰہی کے فریضہ ادا کرنے والا اور بار امانت کا امین ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو احساس دلایا کہ اس کی حقیقی حیثیت کیا ہے ؟ اتنی بڑی ذمہ داری اس سے کیا تقاضا کرتی ہے۔ دنیا کی زندگی میں وہ خیر یا شر میں سے کون سا راستہ اختیار کرتا ہے؟ شاہ ولی اللہ رحمتہ نے بھی انا عرضنا الامانۃ کی محققانہ تفسیر کی ہے۔ اور فرمایا کہ ”امام غزالی اور علامہ بیضاوی وغیرہ نے اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ امانت سے مراد ذمہ داری اعمال کا قبول کرنا ہے “[1]

انسان کو دو قوتیں عطا ہوتی ہیں اور دونوں میں ڈھل جانے کی صلاحیتیں بھی دیں۔ قوت ملکہ کو اپنائے تو اللہ آسانیاں فرماتا ہے اور قوت بہیمیہ اس پر غلبہ پانے تو وہ شر کا راستہ اختیار کرے گا۔ اللہ اس کے ارادے اور اختیار کو آزماتا ہے اور انجام کار سزا کی وعید ہے۔ انسان اپنی ذات کے " باطنی روپ " سے ظاہر کے بہروپ تک مختلف کیفیات کا اظہار کر کے اپنی شخصیت کے رنگ بدلتا رہتا ہے۔ قرآن انسان کی توجہ اس طرف دلاتا ہے کہ وہ کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو۔ وہ اس کائنات میں مالکانہ حقوق نہیں رکھتا ہے خالق و مالک صرف رب کی ذات ہے۔ اس سے انسان کا بے جا غرور بھی ختم ہوتا ہے اور اس کی عظمت کی وضاحت بھی ہوتی ہے۔

"أَفَحَسِبْتُمْ أَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَأَنَّكُمْ إِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ"[2] ترجمہ: "کیا تم نے سمجھا تھا کہ ہم نے تمہیں بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرح لوٹ کر نہیں آو گے "۔ غرض اسی موضوع پر بہت سی آیات اور احادیث مبارکہ ہیں جو اس نکتہ کو واضح کرتی ہیں کہ انسان کو مغرور و متکبر، غیر ذمہ دار، حد سے بڑھا ہوا اور ظالم نہیں بننا چاہیے، بلکہ میانہ روی کا راستہ اختیار کر کے " امت وسط " کا کردار ادا کرنا چاہیے۔ اسلام مصنوعی حد بندیوں کے "خلاف ہے۔ آنحضرت ﷺ کے ارشادات نے فضیلت کے غلط تصور کو یکسر ختم کر دیا سب انسان برابر ہیں قدرتی تقسیم کے سوا ہر قسم کی تفریق ہلاکت کا باعث ہے۔

حضور ﷺ کی تشریف آوری کے وقت انسانیت نسلی، لسانی اور مفاداتی گروہوں میں تقسیم تھی۔ جہالت اور کم علمی کا گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا۔ معاشرتی، معاشی، سماجی و مذہبی اور سیاسی حالات بھی دگرگوں تھے۔ آج امت مسلمہ کی اشد ضرورت ہے کہ ہم اس لائحہ عمل سے روشناس ہوں جس پر عمل پیرا ہو کر ہمارے پیارے رسول ﷺ بے نظیر نمونہ بن کر امت میں انقلاب بپا کیا اور اس منہج انقلاب نبوی ﷺ کی بدولت اور نگرانی سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تپ کر کندن بنے اور متصادم قبائل باہم شیر و شکر ہو گئے۔ مبارکپوری لکھتے ہیں: "تبلیغ کے آغاز میں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ ﷺ کے لیے یہ راستہ چنا کہ تبلیغ کا کام خاموشی اور رازداری سے کریں اور صرف اس کو مخاطب کریں جو بھلا حق پسند اور قابل اطمینان ہو۔ اس پروگرام کے مطابق آپ ﷺ کے گھر اور کنبے میں سے خوش قسمت لوگوں نے فوراً اسلام قبول کر لیا"۔[3] "چنانچہ حیات طیبہ کے مکی دور میں پہلا مرحلہ جو نظر آتا ہے۔ وہ تبلیغ، تزکیہ اور تنظیم پر مشتمل ہے جس نے آپ چکے ساتھیوں کو جو ایمان لائے ایک بنیان مرصوص بنا دیا۔"[4]

لہٰذا انفرادی، تربیت اور خفیہ تبلیغ کے تین سالہ مکی دور میں بھی مشکلات کا سامنا شروع ہو گیا جب اعلانیہ تبلیغ کا آغاز ہوا تو قریش مکہ محاذ آرائیاں، استہزا و تکذیب میں اضافہ ہو گیا۔ ان تمام ظلم و ستم اور زیادتیوں کے جواب میں اللہ کے رسول ﷺ کے پائے استقلال میں لغزش نہ آئی نتیجہ یہ ہوا کہ اہل ایمان کی جماعت تیار ہو گئی۔ لوگ جوق در جوق ایمان لائے۔ دیئے سے دیا جلا۔ سینے سے سینہ روشن ہوا یہ وہ بلند و بالا تعلیمات تھیں جنہوں عظیم معلم ﷺ کے توسط سے دارالارقم سے جنم لیا اور اُن کی خداداداصلاحیتوں کو بام عروج تک پہنچایا۔ الغرض روشنی پھیلتی رہی۔ نبوت سے پہلے کے چالیس سال مکہ کے معاشرتی اور سماجی زندگی می بھرپور تعمیری کردار ادا کرتے رہے تھے۔"[5] ارشاد باری تعالیٰ ہے: إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَى مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ[6] "بے شک اللہ نے مومنوں سے اُن کی جانیں اور اُن کے مال جنت کے بدلے خرید لیے ہیں"

حاصل کلام یہ ہے کہ آج ہمیں بھی ایسی تنظیم و تربیت کی ضرورت ہے۔ چنانچہ جہالت محض کسی خاص دور کے لیے مخصوص نہیں بلکہ ہر وہ زمانہ جب انسان انسانیت کی حدوں سے دور ہو جاتا ہے۔ جہالت کے دائرے میں پہنچ جاتا ہے۔ دور حاضر میں دنیا جس بحران سے گزر رہی ہے۔ افغانستان، عراق، فلسطین و شام کشمیر، بوسینا اور چیچینا کے مظلوم عوام اور بچوں پر جاری مظالم کو دیکھ کر امت مسلمہ

میں انسانیت و معرفت کے دائرے میں ایک نئے انقلاب و تغیر کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے وہ انقلاب جو پیغمبر اسلام ﷺ نے شروع کیا تھا۔

کردار سازی:

شخصیت، سیرت اور کردار سازی علم نفسیات کا ایک دلچسپ موضوع ہے۔ انسان کی شخصیت اُس کی اندرونی کیفیات کی آئینہ دار ہوتی ہے انسان کی نشت و برخاست، اُس کا کلام، اُس کی حرکات و سکنات اور اس کا ہر انداز اُس کا ظاہر اُس کے باطن کو عیاں کرتا ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو خصوصیات عطا ہوتی ہیں وہ عطائی، غیر انسانی یا قدرتی صفات کہلاتی ہیں۔ جن میں ہمارا رنگ، نسل، شکل و صورت جسمانی ساخت اور ذہنی صلاحتیں ہیں۔ دوسری وہ خصوصیات ہیں جو انسان کے ماحول کی پیداوار ہوتی ہیں اور انسان اس کو ذاتی تربیت سے کسب کرتا ہے۔ جن میں انسان کی علمی سطح، پیشہ اور اُس کی فکر شامل ہے۔ الغرض شخصیت کی تعمیر عطائی اور اکتابی طرز کی صفات کو مناسب واعتدال کے ساتھ پروان چڑھانے کا نام ہے۔

تطہیر فکر اور تہذیب نفس:

انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام نے اللہ کی طرف سے عطا کی ہوئی تمام طاقت اور ساری توجہ انسانوں کی مکمل تربیت پر خرچ کی۔ سیرت سازی اور اخلاقی اصلاح کے بغیر کوئی طریقہ کار کامیاب نہیں۔ اسی کی بدولت انسان ظاہر و باطن میں آزادی محسوس کرتا ہے۔ اور اُس کی وجہ انفرادی تطہیر فکر ہے۔ یعنی سوچ کی پاکیزگی اور تہذیب نفس ہے۔ اس سلسلے میں اعلیٰ وارفع شخصیت محمد رسول ﷺ کی ہے۔ کیونکہ ''انسان زندگی کے رشتے میں ہزاروں گرہیں پڑتی ہیں۔ انسانی زندگی کے ہزاروں مشکلات اور مسائل ہیں۔ ان پر بھاری بھاری تالے پڑے ہوئے ہیں۔ اس سب قفلوں کو کھولنے کے لیے ایک بھی کنجی ہے اس کو شاہ کلید کہتے یا'' ماسٹر کی (Master Key) '' یعنی خدا کی ہستی کا یقین اور اُس کا خوف۔ اس کنجی سے انسان زندگی کا ہر قفل آسانی سے کھل سکتا ہے''۔ [7]

ارشاد ربانی ہے: مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِنْ ذَكَرٍ أَوْ أُنْثَى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُ حَيَاةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُمْ بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ [8] ''جس نے نیک عمل کیے مرد ہو یا عورت جب کہ وہ مومن ہو تو ہم ضرور اُسے پاکیزہ زندگی بسر کروائیں گے اور ہم انہوں ضرور اُن کا اجر و ثواب اُس سے بہتر دیں گے جو وہ عمل کرتے تھے ''

قرآن مجید فرقان حمید انسانوں کے لیے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ ایک مشعل راہ ہے۔ مینار و نور ہے جو تاریکی سے روشنی کی طرف لاتا ہے۔ اور دور حاضر میں بھی ہم انسانیت کی گرتی ہوئی عمارت کو تھام کر مضبوط بنا سکتے ہیں۔

ا۔ قوت ایمان:

فرد یا قوم کی تعمیر میں سب سے بڑا کردار قوت ایمان کا ہے اور قرآن میں سب سے زیادہ زور ایمان اور یقین پر دیا گیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے: ''وَالْعَصْرِ O اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ----------الخ'' [9] ''قسم ہے زمانے کی O بے شک انسان بڑے خسارے میں ہے.''

یہ سورۃ شخصیت سازی کے مسئلے میں سب سے مرکزی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ چار لوازم نجات انفرادی، اجتماعی، نفع، نقصان کے معیار کا تعین ہیں۔ اس سورۃ میں دوٹوک طریقے سے بتادیا گیا ہے کہ انسان کی فلاح کا راستہ کون سا ہے؟ اس کی تباہی و بربادی کا راستہ کو کون سا ہے؟ اس میں پہلی صفت ایمان ہے۔ اور ایمان ایسا کہ اقرار باللسان و تصدیق بل قلب یعنی سچے دل سے ماننا اور یقین کرنا۔

ایمان کا مفہوم ''حدیث جبرئیل ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے جبرئیل امین نے پوچھا من ایمان تو نبی ﷺ نے فرمایا: "أن تؤمن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمن بالقدر خيره وشره"[10] '' یعنی اللہ رسول، کتابیں، فرشتے اور آخرت و تقدیر اچھی بری''۔ یعنی سب کو ماننا ضروری ہے۔ کل ایمان ہے جزوی نہیں۔ سورۃ النور کی آیات نور کے مطابق ایمان کے ثمرات اور ایمان کے نتیجے میں انسان کے فکر و نظر اور اُس کی شخصیت میں جو تبدیلیاں رونما ہونی چاہیں - آپ ﷺ نے نزول قرآن کے آغاز میں صرف ایمان کی پختگی کے لیے محنت کی گئی۔ قرآن کی شمشیر سے مقابلہ کیا گیا۔ تڑپ، طلب اور لگن کے ذریعے حدوجہد کی گئی۔ اللہ کی مرضی کو مقدم رکھا گیا۔ چنانچہ قرآن نے تمام انسانوں کو یہ فکر عطا فرمائی ہے کہ قوتوں کا سرچشمہ رب العالمین ہے۔ اور فیصلے تمام تر اللہ رب العزت کے ہاں ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا اسی کے آگے سر جھکاؤ یہ ہی بندگی ہے۔ لہٰذا شخصیت سازی میں ایمان کامل اور ایمان دائم و یقین صادق فعال بنیادیں ہیں۔ آپ ﷺ نے مختلف الفاظ میں امت کو ایمان مانگنا سکھایا۔

مثلاً ''اللَّهُمَّ زَيِّنَّا بِزِينَةِ الْإِيمَانِ، وَاجْعَلْنَا هُدَاةً مُهْتَدِينَ ''[11] ''اے اللہ تو ہمیں ایمان کی زینت سے آراستہ کر دے اور راہ بتانے والا اور خود راہ یافتہ بنادے''۔ چنانچہ ایسی بہت سی آیات ہیں جن میں عبد و معبود کے رشتے کو مضبوط کرنے کی تاکید ہے اور صرف اللہ سے مدد مانگنے اور اسی پر بھروسہ کرنے کی تلقین ہے۔ اس سے انسان میں خود اعتمادی کی سرشت پیدا ہوتی ہے۔ اللہ کی پسند اور رضا کو مقدم رکھتا ہے۔ خشیت و محبت الٰہی اس کی شخصیت کا نمایاں وصف ہو جاتا ہے۔ امن اور محبت کا پیکر اور پیامبر ہو جاتا ہے۔ اس طرح اس کی شخصیت پر نور ہو جاتی ہے۔

۲۔ اعمال صالح:

قلبی ایمان کے ساتھ انسانی سیرت و کردار کی پختگی اور استحکام کے لیے صالح اعمال پر محنت کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا[12] '' تاکہ وہ تمھیں آزمائے کہ تم میں سے کون عمل میں زیادہ اچھا ہے . ''

ایمان کی درستگی اسی میں ہے کہ قرآن کے تمام حقوق یعنی ایمان۔ پڑھنا (تلاوت، ناظرہ، تجوید، ترتیل، حفظ سمجھنا تذکرہ و تدبر) مسنون عمل، امر بالمعروف و نہی اعن المنکر کو ادا کریں اپنا اپنا حصہ ڈالیں اور صراط مستقیم پر جانے کیلئے تواصی بالحق و تواصی بالصبر کریں۔ اس لائحہ عمل میں تنقید کا سامنا بھی ہو گا کلمہ حق بلند کرنے کیلئے نمونہ بننا ہو گا اور صبر کرنے کیلئے ضبط نفس، حیا اور فحاشی کی یلغار سے دور رہنا، نیکیوں پر اپنے آپ کو آمادہ کرنا اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے استعمال میں اسراف نہ کرنا اور ہدایت کا ضروری ہونا، دوسروں کی خاطر اپنا حصہ چھوڑ دینا، ثابت قدمی اور استقامت و صداقت عمل اور صبر کا ثبوت دینا، صبر کیلئے بھی دعا اور کوشش کی ضرورت ہے دوسروں کو تھام لینا۔'' يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا قُوا أَنْفُسَكُمْ وَأَهْلِيكُمْ نَارًا وَقُودُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ --- الخ''[13] ''اے ایمان والو تم خود کو اور اپنے اہل و عیال کو اُس اگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں ''

دوسروں کو اعصابی تناؤ سے بچانا کیونکہ اطاعت کیلئے صبر کی روش اختیار کرنا پڑتی ہے۔ غرضیکہ ہر قسم کے حالات کی کمی و زیادتی پر صبر کی ضرورت ہے۔

شعب ابی طالب کی گھاٹی طائف کے بازاوں کے مظالم، سنگ باری، عرضیکہ آپؐ کی ذات اقدس پر شعبہ، پیشہ اور نسل انسانی کیلئے مشعل راہ ہے۔ جسم کی پرورش کے ساتھ ساتھ روح کو بھی لاغر نہیں چھوڑنا۔ بہترین جسم کیلئے خوراک، آرام، نیند، ورزش، اکسیجن کی ضرورت ہے۔ روح کی غذا قرآن پاک جو خود روح ہے جو کچھ اس کے اندر ہے اس کو سیکھنا ہے دل کے تقاضے کیا ہیں؟ دل جذبات کا

مجموعہ ہے بہترین کام اس وقت کرے گا جب تقویٰ کی دولت سے مالا مال ہو گا۔ اسی طرح دماغ کی نشو ونما کیلئے یہ ہے کہ تمام غیر ضروری اشیاء کو نکال کر یکسوئی کے ساتھ پوری توجہ سے غور وفکر کریں۔ قرآن نعمت خداوندی ہے شیطان اور باطل کے شر کے مقابلے میں ہمارے لئے ڈھال ہے اور نفس کے امراض کیلئے شفا ہے۔

چنانچہ قرآن متوجہ کرتا ہے کہ اچھے کاموں کے بغیر دنیا یا آخرت میں کوئی اچھا انسان نہیں بن سکتا اور اچھے اعمال کی ایک طویل فہرست ہے۔ تجدید ایمان اور کردار سازی کے حوالے سے سورۃ المومنون کی سلسلہ وار چھ آیات بھی غور طلب ہیں '' **قَدْ أَفْلَحَ الْمُؤْمِنونَ** ''[14] یہ کون لوگ ہیں جو جنت کے وارث ہوں گے اور فلاح پائیں گے؟ جو اپنی نماز میں خشوع اختیار کرتے ہیں۔ جو لغویات سے دور رہتے ہیں۔ جو زکواۃ کے طریقے پر عامل رہتے ہیں جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ سوائے اپنی بیویوں کے، اور ان عورتوں کے جو ان کے ملک یمین میں ہوں۔ پھر جو ان کے علاوہ راستہ تلاش کریں تو وہ حد سے گزارنے والے ہیں۔ جو اپنی امانتوں اور عہد وپیمان کا پاس رکھتے ہیں۔ جو اپنی نمازوں کی محافظت کرتے ہیں۔

یہ صفات ایک مسلمان شخصیت کے مختلف رنگ ہیں رسول ﷺ نسائی ترمذی، مسند احمد میں مروی ہے کہ حضرت رسول ﷺ پر جب وحی اترتی تو ایک ایسی میٹھی میٹھی بھینی بھینی، ہلکی ہلکی سی آواز آپ ﷺ کے پاس سنی جاتی جیسے شہد کی مکھیوں کے اُڑنے کی بھنبھناہٹ کی ہوتی ہے ایک مرتبہ یہی حالت ہوئی تھوڑی دیر کے بعد جب وحی آچکی تو آپ ﷺ نے قبلے کی طرف متوجہ ہو کر اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا کر یہ دعا پڑھی خدایا تو ہمیں زیادہ کر تم نہ کر ہمارا اکرام کر اہانت نہ کر ہمیں انعام عطاء فرما محروم نہ کر ہمیں دوسروں پر اختیار کرے ہم پر دوسروں کو پسند نہ فرما۔ ہم سے خوش ہو جا اور ہمیں خوش کر دے۔ عربی کے الفاظ یہ ہیں:'' اللَّهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا، وَأَكْرِمْنَا وَلَا تُهِنَّا، وَأَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا، وَآثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ عَلَيْنَا، وَارْضِنَا وَارْضَ عَنَّا'' [15]

۱۔ فلاح: آیات میں کامیابی کیلئے لفظ فلاح استعمال ہوا ہے۔

راغب اصفہانی کے نزدیک ''**الفلح**'' کے معانی پھاڑنا کے ہیں۔ مثل مشہور ہے۔الحدید بالحدید یفلح۔۔۔لوہا لوہے کو کاٹتا ہے اس لئے فلاح کسان کو کہتے ہیں اور فلاح کے معنی کامیابی اور مطلب وری کے ہیں''۔[16] ایک کسان کی طرح مومن بھی گھاٹیاں عبور کرتا ہے پھر منزل مقصود تک پہنچتا ہے پھر مومن میں ان سات صفات کا ہونا اس کے کردار کی پاکیزگی کی علامت ہے۔

۲۔ نماز میں خشوع کا ہونا:

''لغات القرآن عکس کے مطابق خشعاً، عاجزی کرنے والے خشوع کرنے والے خاشع کی جمع ہے جو خشوع سے ہے اسم فاعل کا صیغہ واحد مذکر ایک ہے اور خشوعاً خشع یخشع کا مصدر ہے''۔[17]

مزید یہ کہ دل کے جھکنے کو خشوع اور اعضاء کے جھکے کو خضوع کہتے ہیں ایک صحابی ہر وقت دعا کرتے تھے یا اللہ ہمیں منافقت والے خشوع سے بچا۔ دل کا جھکاؤ ضروری ہے ورنہ انسان بے چینی، ہلچل واضطراب کا شکار ہو جاتا ہے جس کا نماز میں دل نہیں لگتا اس کا مطلب ہے کہ اس کا اللہ سے تعلق مضبوط نہیں۔

''فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّينَ۝الَّذِينَ هُمْ عَن صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ۝الَّذِينَ هُمْ يُرَاءُونَ۝ ''[18]''تباہی ہے ایسے نمازیوں کیلئے۝ جو اپنی نماز سے غفلت کرتے ہیں۝ وہ جو دکھاوا کرتے ہیں۝ ''

کرنا کیا ہے؟

☆ نماز میں نظریں جھکا رکھنا۔

☆ دائیں بائیں نہ دیکھنا۔ ساکت رہنا۔

☆ آنکھیں کھول کر رکھنا، سجدہ گاہ کو دیکھنا۔

☆ سنت کے مطابق پڑھنا۔

☆ جلدی نہ کرنا، ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا۔

☆ ترتیل وتعدیل

☆ رغبت اور خوف کے ساتھ پکارنا۔

☆ نیکیوں میں سبقت لے جانا مثبت سوچ رکھنا۔

☆ دل میں اللہ کی یاد، دماغ میں اللہ کی سوچ زبان پر اللہ کا ذکر

☆ وضو، ماحول، جسمانی طاقت سب کا خیال رکھنا۔

۳۔ لغویات اور لھو الحدیث :

مومن ایک سلیم الطبع، باحیا اور خوش ذوق انسان ہوتا ہے ذکر الٰہی اس کو لھو لعب اور لغو باتوں سے دور رکھتی ہے وہ انفسی اور آفاقی نعمتوں پر غور کرتا ہے اور اپنی قوتوں کو تعمیر و ترقی اور نشوونما پر خرچ کرتا ہے اسلام جائز کھیل و تفریح سے نہیں روکتا۔ مزاح بھی لطیف، مذاق کی حد تک ہو اس کے کان گالیوں، غیبتوں، فحش، بیکار بے مقصد گفتگو سے پاک ہوں تو ایسے لوگوں کو اللہ جنت کی امید دلاتا ہے۔"لَا تَسْمَعُ فِيهَا لَاغِيَةً "[19] "وہ اُس میں کوئی لغو بات نہ سنیں گے"

کسی کا مذاق اُڑانا بھی لغو میں آتا ہے۔ سورۃ الحجرات میں اللہ نے فرمایا ہے:"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِنْ قَوْمٍ عَسَى أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِنْ نِسَاءٍ عَسَى أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِنْهُنَّ۔۔۔۔الخ"[20] "اے ایمان والو! مردوں کی کوئی جماعت دوسرے مردوں کا مذاق نہ اُڑائیں ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ اُن سے بہتر ہو اور عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق نہ اُڑائیں ہو سکتا ہے وہ اُن سے بہتر ہوں " سورۃ الفرقان میں عباد الرحمن کی ایک خاصیت بھی ہے کہ:"وَالَّذِينَ لَا يَشْهَدُونَ الزُّورَ وَإِذَا مَرُّوا بِاللَّغْوِ مَرُّوا كِرَامًا "[21] "اور جب کسی لغو اور بیہودہ کام سے اُن کا گزر ہو تو وہ عزت و وقار سے گزر جاتے ہیں "

جب فضول بات سنیں تو منہ موڑ دیتے ہیں یعنی نظر انداز کر دینا۔ دلچسپی نہیں لیتے پروپیگنڈا اور بحث کے مزے نہیں لیتے۔ دراصل یہ سب کسی عمدہ شخصیت کے مزاج اور معیار کے خلاف ہے۔ حدیث مبارکہ کا مفہوم ہے کہ اسلام کا حسن اس میں ہے کہ ان چیزوں کو چھوڑ دو جو لایعنی ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ وقت جوانی بڑھاپا کسی مقصد کے تحت عطا فرمائے ہیں انسان کی عمر اور طاقت بھی محدود ہے اس محدود وقت میں صلاحیتوں کو عمر کی سے بروئے کار لانے کیلئے یہ کوشش ہو کہ والدین جب نئی انسانی پود کی نشوونما کریں تو بچپن سے اسلام کے نظام حیات کے مطابق کردار سازی کریں ماں کی گود اولین درس گاہ ہوتی ہے پھر اساتذہ اور ماحول بھی ابتدائی تربیت میں فعال کردار ادا کرتی ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ہدایت کے چار درجے ہوتے ہیں۔

- پہلا درجہ تو بچپن ہی میں بچے کو پیدائشی فطرت ودیعت ہوتی ہے کہ وہ آگ، پانی جیسے خطرات سے آگاہ ہے۔

- دوسرا درجہ والدین کی تربیت اور درگاہیں جس میں خیر وشر کی تمیز پیدا ہوتی ہے۔
- تیسری ہدایت جو قرآن میں ہے۔" قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى "[22]
- اور چوتھا درجہ انبیاء کرام کا ہے جو پیدائشی ہدایت یافتہ ہوتے ہیں۔

۴۔ تزکیہ نفس:

شخصیت کی تعمیر کیلئے تزکیہ کامیابی کی ضمانت ہے۔

" قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا "[23] "جس نے اپنا تزکیہ کیا وہ یقینا کامیاب ہوا"

بات صرف مالی زکوٰۃ تک نہیں محدود رہے گی بلکہ تزکیہ نفس، تزکیہ اخلاق، تزکیہ زندگی، تزکیہ مال غرض ہر پہلو کے تزکیہ تک وسیع ہو جائے گی انفرادی اور اجتماعی ارد گرد کے ماحول کو بھی آلودگی سے پاک کرنا ہے۔ منافقت اور دو رخا پن یعنی غفلت وریا شخصیت کو گناہ گار بنا دیتا ہے۔

منافقین خدا کو دھوکا دیتے ہیں حالانکہ وہ خود دھوکے میں مبتلا ہیں ایسے لوگوں کیلئے قرآن مجید میں سورۃ البقرہ اور دیگر آیات میں اور الحادیث مبارکہ میں بھی شدید وعید آئی ہے ایک حدیث میں آیا ہے۔ قیامت کے دن خدا کے نزدیک سب سے بدتر دورخے شخص کو پاؤگے جو کچھ لوگوں کے پاس جاتا ہے تو اس کا رخ اور ہوتا ہے اور دوسروں کے پاس جاتا ہے تو اور۔[24]

باطنی بیماریوں میں بدگمانی، بخل، حرص و طمع حسد بے ایمانی، غیض وغضب، بغض کینہ، فخر و غرور شہرت نمودو نمائش۔ ان تمام برائیوں کا قلع قمع کرنا ضروری ہے۔ تاکہ یہ شخصیت کا حصہ نہ بنیں۔ کوئی دعویٰ نہیں کرسکتا کہ میرا نفس اور میرا دل پاک ہے اللہ کی مدد اور تائید حسب حال ہونا ضروری ہے۔ سوچ کی ہجرت ضروری ہے صِبْغَةَ اللَّهِ کیلئے اگلا رنگ اتار نئے سرے سے کردار کی بالیدگی کرنا ضروری ہے۔" اَلطّهوْرُ شَطْرُ الْایمَانِ" تطہیر فکر اسی کو کہتے ہیں کہ ہم اپنے سوچ کو پاکیزہ کریں۔

۵۔ جنسی بے راہ روی:

شرم گاہوں کی حفاظت پوری سوسائٹی کی پاکیزگی اور روح کی پاکیزگی ہے جنسی تعلقات میں بھی تزکیہ کی ضرورت ہے۔ اعتدال پسندی کردار کا ضروری جزو ہے۔ غیر فطری طریقوں کو حرام سمجھنا اور شریعت کے حدود کی پابندی کرنا لازمی عنصر ہے۔ چھپی آشنائیاں، حرام اور ناجائز طریقوں پر اسلام نے قدغن لگایا ہے۔ آج کے دور اسلام میں نکاح اور شادیوں کو مشکل اور حرام کاموں کو آسان بنادیا گیا ہے اسباب اور وسائل کے ہوتے ہوئے بھی اولاد کو فتنوں میں ڈال دینا کہاں کی عقلمندی ہے اس لئے موافق ماحول فراہم کرنا یعنی اولاد پر اصلاحی نظر رکھنا، محبت صالح، رسومات، بدعات اور غیر حقیقی معیار، مادہ پرستی اختیار کرنے سے کردار سازی نہیں ہوسکتی ہے۔ اسلام معتدل مذہب ہے یہ روحانی، جذباتی، ذہنی وجسمانی، شعور وعقل کی صحت کا خیال رکھتا بھی عبادت قرار دیتا ہے تاکہ پوری سوسائٹی بے راہ روی اور فساد کا شکار نہ ہو۔

۶۔ امانتوں اور عہد وپیمان کی پاسداری:

یعنی انفرادی اور اجتماعی طور پر حفاظت کرنا تمام ذمہ داریوں کو نبھانا، شخصیت کا خاصا ہونا چاہئے، ہر عہد کا وفا کرنا ایک شرعی فریضہ ہے۔

راعون، راعی، گڈریا، چرواہا، نگہبان کے زمرے میں آتا ہے استاد، طالب علم سب نے حقوق و فرائض کا خیال رکھنے کی عادتوں کو شخصیت کا حصہ بنانا ہے خیانت نہیں کرنا۔ قرآن میں ان باتوں کی سختی سے وعید ہے۔ سورۃ فرقان میں عبادالرحمن کی آیات میں بھی اللہ کے بندوں کی صفات اور علامات بتائی گئی ہیں۔

1. وہ نرم چال چلتے ہیں یعنی تکبر اور غرور ان کی چال سے نہیں ٹپکتا۔ دراصل انسان کی چال اس کے ذہن اور اس کی سیرت و کردار کی ترجمان ہوتی ہے۔

رحمن کے بندوں کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی جاہل سے سامنا ہو تو وہ اس کی بدتمیزی کے جواب میں سلام کر کے الگ ہو جاتے ہیں۔

ان کی راتیں عیاشی اور لھو و لعب میں نہیں گزرتی بلکہ قیام و سجود میں بسر ہوتی ہیں سورۃ السجدہ کی آیت 16 اور سورۃ الذاریات کی آیات 17-18 میں ایسی کیفیت کا ذکر ہے۔ یہ عبادت ان میں غرور پیدا نہیں کرتی بلکہ جہنم کی آگ سے خوفزدہ رکھتے ہیں اور ندامت کے آنسو بہاتے ہیں۔ اسراف و تبذیر اور بخل سے کام لینے کی بجائے میانہ روی اختیار کرتے ہیں۔

کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرتے ہیں یعنی شرک باللہ، قتل ناحق اور زناکاری سے۔ یہ اس وقت عرب معاشرہ میں عام تھے اگر دانستہ یا نادانستہ یہ گناہ سرزد ہو جائیں تو گناہوں کے بعد توبہ استغفار ہی کفارہ ہے ایسی توبۃ النصوح پر اللہ ایسے لوگوں کی برائیاں بھلائیوں سے بدل دے گا۔ توبہ کا دروازہ کھلا ہے اللہ غفور الرحیم ہے۔

اللہ کے بندے جھوٹی گواہی نہیں دیتے اور لغویات پر سے بزرگانہ طور پر گزر جاتے ہیں جھوٹ اور فسق و فجور سے کام نہیں لیتے۔

آیات قرآنی پر غور و فکر کرتے ہیں تدبر کرتے ہیں اور دعا کرتے ہیں کہ ان کی اولاد اور ازواج تو ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور اُن کو پرہیزگاروں کا پیشوا بنا آخر میں پھر ان کو جنت کے بالاخانوں کی خوشخبری ہے۔ اللہ نے اپنی مخلوق کو اپنی عبادت اور تسبیح و تہلیل کے لئے پیدا کیا ہے اگر مخلوق یہ نہ بجالائے تو اللہ کے نزدیک نہایت حقیر ہے۔ ایمان بغیر کا انسان ناکارہ محض ہے ان کے ساتھ عذاب الٰہی چمٹا ہے۔[25]

ے۔ ماحول کی مناسبت:

خلاصہ بحث یہ ہے کہ کردار سازی اور شخصیت کی ترقی کیلئے موافق و مناسب ماحول بھی ساز گار ثابت ہوتا ہے ماحول اور گردوپیش کی فضا بہتر نہ ہو اور انسان کی ذہنی ہم آہنگی نہ ہو سکے تو علم کے باوجود مشکلات حائل ہوتی ہیں مثلاً انسان طہارت کو پسند کرتا ہے اس کو ماحول کی آلودگی میں سکون نہیں حاصل ہو سکے گا علم اور عمل کو ماحول ہی پیروان چڑھاتا ہے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ تربیتی مراحل ہیں اصل مقصد زندگی احکام کو ماننا ہے جب انسانی ذہن سکون اور داطمینان میں ہو گا تو ان تربیتی ماحول کو بھی بہتر بنانے کی کوشش کرے گا۔ نماز باجماعت کا اہتمام اجتماع، نیک کاموں کی توفیق بڑھ جاتی ہے معاشرے میں انتشار و فساد ایک دوسرے کو قوت نہیں دیتے۔ بست حوصلگی ہوتی ہے۔ محبت اور اخوت کی بنیاد اُکھڑ جاتی ہے صلح و آشتی، امن و امان شخصیت کا حصہ ہوں تو انسان تعصب پسند نہیں ہوتا نہ ہی وہ تنگ نظر ہوتا ہے اگر ایسا ہو تا تو شخصی تعمیر کا راستہ کٹھن اور دشوار ہو جاتا ہے۔ آج معاشرہ مسائل اور انار کی کا شکار ہے کیونکہ انفرادی تطہیر فکر کی کمی ہے۔

ے۔ آدابِ زندگی:

بچوں کو ابتدائی تربیت میں ہی ادب کے بیج بونا ضروری ہے تاکہ وقت کے ساتھ ساتھ ان کی شخصیت میں جاذبیت نکھار اور وقار پیدا ہو جائے اور وہ اللہ اور اس کے مخلوق کے منظورِ نظر بن جائیں, ورنہ

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پر روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا[26]

قرآن نے اس کیلئے حدود و آداب تعین کئے ہیں اس میں سورۃ نور میں استیذان کے بارے میں ہدایت کی ہے فرمایا:'' **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا وَتُسَلِّمُوا عَلَى أَهْلِهَا ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ**''[27] ''اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھروں میں مت جاؤ مگر اجازت کے اور گھر والوں کو سلام کر کے یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم نصیحت حاصل کرو''

مختلف آیات و سورتوں میں مزید آداب بیان ہیں ان کو نکات کی صورت میں بیان کرتے ہیں کیونکہ طوالت کا عنصر مانع ہے۔

☆ پس حجاب ضرورت کی چیز مانگنا۔
☆ سلام کو آپس میں رواج دینا اور جواب سلام سے بہتر ہو۔
☆ حضور ﷺ سے کلام کرنے کے آداب کیا ہیں۔
☆ آواز پست رکھو۔
☆ سرگوشی سے اعراض کرو۔
☆ عائلی زندگی میں مصروف طریقے سے رہنا۔
☆ ازواج ایک دوسرے سے اعراض و نشوز کا رویہ اختیار کریں۔
☆ تکبر سے بچنا اور عاجزی و انکساری ملائمت اور نرمی کی عادت ہونا

نرم دم گفتگو گرم دم جستجو　　　رزم ہو یا بزم پاک دل و پاکباز[28]

''**وَاقْصِدْ فِي مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ إِنَّ أَنْكَرَ الْأَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيرِ**''[29] ''اور تو اپنے چال درمیانی رکھ اور اپنی آواز دھیمی رکھ بلاشبہ سب آوازوں سے بُری آواز گدھے کی آواز ہے''۔

☆ اچھی بات کہنا اور درگزر کرنا، اس خیرات سے بہتر ہے جس کے پیچھے دل آزاری ہے۔

۸۔ فکری بالیدگی:

سدباب یہ ہے کہ شخصیت سازی میں جس طرح ذہانت قوت برداشت، ذہنی پختگی، دیدہ بینا، قوت ارادی، چستی، چوکنا رہنا، ٹیم سپرٹ خود انحصاری، فطری رجحان، تڑپ طلب، لگن معاملہ فہمی، جوش و لولہ ضروری اور صاف ہیں اسی طرح علمی سطح یا فکری بالیدگی یعنی دل و نگاہ کی پاکیزگی اور شائستگی بھی ضروری ہے کیونکہ اس سے تخلیقی صلاحیتیں ابھرتی ہیں قائدانہ اور فطری رجحانات پنپتے ہیں۔

نگاہ بلند سخن دلنواز جان پرسوز　　　یہی ہے رختِ سفر میر کارواں کے لئے[30]

انسان کی ذہن سازی ہوتی ہے اور اس میں فنی و پیشہ ورانہ مہارت پیدا ہوتی ہے وہ انتہاء پسندی کو چھوڑ کر معتدل روش اختیار کرتا ہے اس کے طرزِ فکر اور طرز ملکیت میں سلجھاؤ ہوتا ہے اندھی تقلید سے باز رہتا ہے۔ انسان کی شخصیت کو تراش خراش کر اعلیٰ درجے پر فائز کرنا بھی خاص فن ہے اہم چیز اپنی آمادگی ہے۔

۹۔ جنسی جذبہ:

یہ ایک فطری عمل ہے لیکن ہمارے معاشرے میں ایسے عوامل کثرت سے پائے جاتے ہیں جن میں میڈیا یا سر فہرست ہے اس بے راہ روی کے بچاؤ کی ضرورت ہے تا کہ معاشرے کے افراد جنسی عوارض میں مبتلا نہ ہوں۔ ان مسائل سے محفوظ رکھنے کیلئے۔ دینی ماحول سے تعلق رکھنا، بکثرت روزے رکھنا اور ذہن سازی ضروری ہے۔

۱۰۔ ابلاغ کی صلاحتیں:

دورِ جدید میں انسان کی بنیادی ضرورت ہے کہ وہ اپنے خیالات نظریات دوسروں کے ساتھ share کرے اس کیلئے تقریری اور تحریری مہارتوں کا مالک ہونا ذہن سازی کی ضرورت ہے اس قسم کی صلاحتیوں کو بہتر بتایا جاسکتا ہے اداروں اور آڈیو، وڈیوز سے فائدہ اُٹھایا جاسکتا ہے محتاط رویہ ضروری ہے خطرات کو مول لینے کی ضروت نہیں۔ خلاصہ بحث یہ ہی ہے کہ اپنی شخصیت کی تعمیر کیلئے خود آگہی ضروری ہے یعنی شخصی تجزیہ کرنا، اس لئے اپنا مضبوط پہلو سامنے آتے ہیں مومن مومن کا آئینہ ہوتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

حوالہ جات(References)

[1] شاہ ولی اللہ، حجۃ اللہ البالغہ، مترجم: مولانا عبد الرحیم، زاہد پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۶ء، ص:۱۱۰۔۱۰۹

Shāh Waliullah, Hujjatullah Al-Bāligha, Mutarajjim: Moulana Abdul Raheem, zāhid printers,Lahore, 2006, P:109-110

[2] المومنون: ۱۱۵

Al-Mominūn:115

[3] مبارکپوری، صفی الرحمن، تجلیات نبوت ﷺ، دار اسلام کتاب و سنت کی اشاعت کا عالمی ادارہ، لاہور، ستمبر 1997ء، ص:۳۰

Mubārakpūrī, Safi-ur-rahman, Tajalliyāt-e-Nabowatﷺ, Dār-e-Islām, Kitāb wa sunnat ki ashaat ka aālmi Idara,Lahore, September 1997,P:30

[4] اسرار احمد، ڈاکٹر، رسول اکرم ﷺ اور ہم، مکتبہ خدام، لاہور، ص:۹۱

Isrār Ahmad,Dr, Rasool-e-Akram ﷺ or hum, Maktaba Khuddām, Lahore, Matba,P:91

[5] محمد رفیق الامین، قرآن اور علم جدید، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، 2000ء، ص:۱۱

Muhammad Rafīq Al-amin,Qur'ān or Ilm-e-Jadīd, shirkat printing press, Lahore, 2000,P:11

[6] التوبہ:۱۱۱۔

Al-toba:111.

[7] ندوی، سید ابو الحسن، تعمیر انسانیت، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۱۴ء، ص ۱۳۵۔۱۳۴

Nadvī, Syed Abu Al-hassan, Tameer-e-insāniyat,dar-ul-ishāat Karachi, 2014, P:134-135

[8] النحل: ۹۷

Al-Nahal:97.

[9] العصر: ۱ تا ۳

Al-asar:1-3.

[10] ابو زکریا محی الدین یحیٰ بن شرف النووی، اربعین نووی (مترجم)، شرکت پرنٹنگ پریس، لاہور، طبع ہفتم، ص:۴۹

Abu Zakriyā muhiuddin bin sharf Al-nawavi, Arbaīn Nawavī (translated). Shirkat Printing press, Lahore,7th Edition, P:49

[11] نسائی، ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی الخراسانی، سنن نسائی، تحقیق: عبد الفتاح، کتاب السھو حدیث: ۱۳۰۵

AL Nisayī Abū Abdur Rahman Ahmad bin Shuaib bin ali Al-khurasani, Tehqiq: Abdul fatah,Kitab Alsahw Hadith:1305.

[12] الملک: ۲

Al-mulk:2.

[13] التحریم: ۶
Al-Tehrīm:6.

[14] المومنون: ۱ تا ۱۱
Al-mominūn: 1-11.

[15] محمد بن عیسیٰ بن سورہ بن موسیٰ بن الضحاک، الترمذی ابو عیسی، سنن ترمذی، کتاب تفسیر، باب ومن سورۃ المؤمنون، حدیث: ۳۱۷۳
Muhammad bin esa bin sora bin mosa bin Al-dhahāk, Al-tirmizī Abu esa, Sunan termizī, Kitab Tafsīr bab wa min surah-tul-mominoon,Hadith:3173.

[16] الاصفہانی، راغب، امام، مفردات القرآن، عرفان افضل پریس، لاہور، ص: ۲۵۱
Al-asfahānī,Rāgib,Imam, Mufradāt-ul-Qur'ān, Irfān Afzal prees, Lahore, P:251

[17] نعمانی، عبدالرشید، لغات القرآن، مکتبہ حسن سہیل، لاہور، جلد: دوم، ص: ۳۱۰
Nomānī, Abdur rashīd, Lughāt Al-Qur'ān, maktabah Hassan Sohail, Lahore,Vol:2,P:310

[18] الماعون: ۴-۵
Al-māūn: 4-5

[19] الغاشیہ: ۲
Al-ghāshia:2.

[20] الحجرات: ۱۱
Al-Hujurāt:11.

[21] الفرقان: ۷۲
Al-Furqān:72

[22] البقرۃ: ۱۲۰۔
Al-Bakara:120.

[23] الشمس: ۹
Al-shams:9

[24] بخاری ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، دارالاشاعت، کراچی، کتاب الادب، باب ماقیل فی ذی الوجھین، حدیث نمبر: 6058
Bukhārī,Abu Abdullah Muhammad bin Ismāil,Sahīh Bukhāri,Dar Al-ashāat Karachi, Kitāb-ul-adab, bab ma qīla fi zawil wajhain, Hadith no:6058

[25] عماد الدین ابنِ کثیرؒ، تفسیر ابن کثیر (اردو)، مترجم: محمد صاحب جوناگڑھیؒ، مقبول بک سٹال، شیخ پورہ، جلد: ۴ ص: ۲۹
Emād uddin Ibn e kathīr,Tafsīr Ibn-e-kathīr, Mutarajam: Muhammad Sahib Jona ghari,Maqbool book Stall, Shekh pura,V:4,P:29.

[26] محمد اقبال، ڈاکٹر، بانگ درا، بال جبریل (کلیات اقبال اردو)، غلام علی پبلشر، لاہور، ۱۹۷۵ء، ص: ۱۶۳
Muhammad Iqbāl,Dr., Bāng-e-dara, bal-e-jibrīl (Kuliyāt-e-Iqbāl), Gulām Alī publisher, Lahore, 1975, P: 163.

[27] النور: ۲۷
Al-noor:27.

[28] محمد اقبال، ڈاکٹر، بال جبرئیل، ص: ۱۲۴
Muhammad Iqbāl,Dr. Bāl-e-jibrīl,P:124

[29] لقمان: ۱۹
Luqmān:19.

[30] محمد اقبال، ڈاکٹر، بال جبرئیل، ص: ۴۶
Muhammad Iqbāl, Bāl-e-Jibrīl, P:46.